اسلامی فقہ میں سکوت کا کردار

The role of silence in Islamic jurisprudence

*محمد صفی اللہ صفی

**ڈاکٹر محمد ریاض الازہری

Abstract

Sakoot(silence)is an Arabic word which means silence. Hence it seems to be a word but this word is very comprehensive and accepted. This word can carry two meanings. The one is willing ness while the other is unwilling ness. But using it (sakoot) in the meaning of willingness is quite better and good looking when there is no willingness then there should have some purpose. It is our duty to stop the wrong doer by our talks. In these cases someone may become unhappy (angry) with us and there I very less chance of his willing. If we keep silent then we can achieve aim. If it is the matter of purchase then it may be implemented. If married then the marriage is right (acceptable). Transection either it is in accordance with invalid or accurate in both cases it is based on permission since is the replace condition of permission. It can be derived from these conversation that sakoot (silence) has got a significant place and role in Islamic jurisprudence.

Key word: silence, Islamic, accepted,

* پی ایچ ڈی سکالر ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ

** اسسٹنٹ پروفیسر ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ

تمہید

سکوت عربی زبان کا لفظ ہے جس کی معانی خاموشی ہے۔ویسے تو یہ صرف ایک لفظ معلوم ہوتا ہے مگر یہ لفظ بہت جامع اور مانع ہے۔یہ لفظ دو معانیوں کا متحمل ہوسکتا ہیں۔ایک رضا،دوسری ناراضگی۔مگر سکوت کو رضا کے معانی میں استعمال کرنا بہت بہتر اور احسن ہے کیونکہ جب رضا نہ ہو تو اس میں نطق کرنا بہت ضروری ہے منکر پر زبان سے منع کرنا واجب ہے اسلئے ناراضگی کا احتمال مرجوح ہوا۔اور رضا کا احتمال راجح ہوا۔

جیسے کاسانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"أَنَّهُ يُرَجَّحُ جَانِبُ الرِّضَا على جَانِبِ السُّخْطِ لِأَنَّهُ لو لم يَكُنْ رَاضِيًا لَنَهَاهُ إذْ النَّهْيُ عن الْمُنْكَرِ وَاجِبٌ فَكَانَ احْتِمَالُ السُّخْطِ احْتِمَالًا مَرْجُوحًا"[1]۔

رضا کو ناراضگی پر ترجیح دی جاسکتی ہیں کیونکہ اگر راضی نہ ہوتا تو ضرور منع کرلیتے اور منکر پر منع کرنا واجب ہے تو ناراضگی کا احتمال مرجوع ہوا۔

اسلئے سکوت پانے سے تصرف ہوسکتا ہے۔اگر شراء ہو تو نافذ ہوسکتا ہے اگر نکاح میں ہو تو نکاح منعقد ہوسکتا ہے۔بیع صحیحہ اور فاسدہ دونوں میں اجازت پر دال ہے۔متصدق علیہ کی سکوت قبول ہے۔مقرلہ کی سکوت اقرار ہے۔حالف کی سکوت رضامندی ہے۔مفوض الیہ کی سکوت قبول ہے۔غلام کی بیع پر مولی کی سکوت اذن ہے۔سکوت اجازت کا قائم مقام ہے۔ان ساری باتوں سے معلوم ہوا کہ اسلامی فقہ میں سکوت کا بہت اہم کردار ہے۔

اسلامی فقہ میں بہت سے مسائل ایسے ہیں جن میں سکوت ایک خاص مقام رکھتا ہے۔الاشباہ والنظائر میں فرماتے ہیں: **"مسائل كثيرة يكون السكوت فيها كالنطق"[2]۔**

اب ان مسائل کا تذکرہ تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔جن میں سکوت رضا اور قبول کے قائم مقام ہیں:

1. نکاح کے دوران کنواری کی سکوت

ایک کنواری سے ولی نے اجازت چاہا کہ آپ کی شادی فلاں سے کرتے ہیں اور اس دوران وہ خاموش ہوگئی یہی سکوت اجازت پر دال ہیں جیسے الاشباۃ والنظائر میں وارد ہیں:

"سكوت البكر عند استئمار وليها قبل التزويج و بعده"[3]۔

نکاح سے پہلے یا نکاح کے بعد ولی کی اجازت لینے کے دوران بچی کا خاموش رہنا اجازت پر دلیل ہے۔

باکرہ کی سکوت یا ہنسنے کے بارے میں ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وَإِنْ اسْتَأْذَنَهَا الْوَلِيُّ فَسَكَتَتْ أو ضَحِكَتْ أو زَوَّجَهَا فَبَلَغَهَا الْخَبَرُ فَسَكَتَتْ فَهُوَ إِذْنٌ) لِقَوْلِهِ عليه الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ الْبِكْرُ تُسْتَأْمَرُ فِي نَفْسِهَا فَإِنْ سَكَتَتْ فَقَدْ رَضِيَتْ وَلِأَنَّ حَيْثِيَّةَ الرِّضَا فيه رَاجِحَةٌ لِأَنَّهَا تَسْتَحْيِ عن إظْهَارِ الرَّغْبَةِ لَا عن الرَّدِّ وَالضَّحِكُ أَدَلُّ على الرِّضَا من السُّكُوتِ وَالْأَصْلُ أَنَّ سُكُوتَ الْبِكْرِ لِلِاسْتِئْمَارِ وَكَالَةٌ وَلِلْعَقْدِ إجَازَةٌ"[4]۔

اگر ولی نے اجازت لے لی تو وہ خاموش ہوگئی یا ہنسی یا شادی کی خبر پہنچنے پر وہ خاموش ہوگئی تو یہ اجازت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے مطابق کہ کنواری سے اپنی نفس کے بارے میں مشورہ کیا تو وہ خاموش ہوئی تو وہ راضی ہے کیونکہ اس میں رضا کی حیثیت راجح ہیں اور وہ رعبت سے شرماتی ہے نہ کہ رد سے۔ ہنسنا سکوت سے بھی زیادہ راضی ہونے کا دلیل ہیں۔ وکالت کی اجازت میں کنواری کی سکوت اصل ہے اور عقد کے لئے اجازت ضروری ہے۔

محمود بن احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"بأن السكوت من البكر البالغة جعل رضاً بالنكاح سواء استأمرها الولي قبل النكاح أو زوجها الولي قبل الاستئمار، فبلغها الخبر فسكتت"[5]۔

بالغہ کنواری کی سکوت نکاح کی اجازت پر دال ہیں خواہ ولی اس کے ساتھ نکاح سے پہلے مشورہ کرے یا ولی اجازت سے پہلے اس کا نکاح کرے اور نکاح کا خبر اس کو پہنچ جائے اور وہ خاموش رہی۔

تکملہ میں یوں بیان ہیں۔

"سكوت البكر عند استئمار وليها عنها قبل التزويج وبعده هذا لو زوجها الولي، فلو زوج الجد مع قيام الاب لا يكون سكوتها رضا"[6]۔

نکاح سے پہلے ولی کی اجازت لینے کے دوران کنواری کی سکوت اور نکاح کے بعد سکوت اجازت کی دلیل ہے لیکن جب نکاح کرنے والا اس کا ولی ہو۔ اگر والد کے موجودگی میں اس کے دادا نے نکاح کرایا تو اس وقت اس کی سکوت رضا نہیں۔

ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"سکوت البکر عند استئمار ولیها قبل التزویج"[7]۔

نکاح سے پہلے اجازت لینے کی وقت کنواری کی سکوت رضا کا دلیل ہیں۔

2 قبض مہر کی وقت سکوت

جب ایک لڑکی کا نکاح ہوا اور اس کے لئے مہر مقرر ہوا اور وہ اس وقت موجود تھی مگر ان کے والد یا دادا نے مہر کو قبضہ کیا اور وہ خاموش رہی تو یہ سکوت رضامندی پر دلیل ہیں۔ جیسے الاشباۃ والنظائر میں لکھتے ہیں:

"سکوتها عند قبض مهرها"[8]۔ مہر قبض کے دوران اس کی سکوت رضامندی ہے۔

قبض مہر کی وقت لڑکی کی سکوت کے بارے میں ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"سُكُوتُهَا عِنْدَ قَبْضِ الْأَبِ أو الْجَدِّ الْمَهْرَ كَذَا قالوا وَلَا يَنْبَغِي إدْخَالُهُ فِيمَا نَحْنُ فيه لِأَنَّ له أَنْ يَقْبِضَ الْمَهْرَ فِي غَيْبَتِهَا حتى لو رَدَّتْ عِنْدَ بُلُوغِهَا الْخَبَرَ بِقَبْضِهِ لَا تَمْلِكُ ذلك نعم لها نَهْيُهُ عنه قبل الْقَبْضِ"[9]۔

والد یا دادا کا مہر قبض کرنے کے دوران اس کی سکوت رضامندی کی دلیل ہے۔ اور اس مجلس میں والد یا داد کی دخل اندازی مناسب نہیں ہاں جب وہ غائب تھی تو ان کے لئے مہر پر قبضہ کرنا جائز ہے مگر جب اس کو خبر پہنچے تو وہ رد کرے۔ اگر انہوں نے مہر قبضہ نہیں کیا ہیں تو اس (لڑکی) کے لئے انکار کی گنجائش ہے۔

محمود بن احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"إذا قبض الأب أو الجد مهر البكر البالغة فسكتت كان سكوتها رضاً حتى برىء الزوج.ولو قبض المهر غير الأب والجد فسكتت أو قبض الأب أو الجد سائر..... فسكتت لا يكون سكوتها رضاً"[10]۔

والد یا دادا بالغہ کنواری کے مہر قبض کرنے کے دوران کنواری خاموش رہی تو یہ سکوت اسکی رضامندی کا دلیل ہے اور اس کا خاوند بری الذمہ ہے اگر اس کی والد یا دادا کے علاوہ کسی اور نے مہر پر قبضہ کیا یا باقی ماندہ حصہ والد یا دادا قبض کریں تو وہ خاموش رہی تو یہ سکوت اس کی رضامندی پر دال نہیں۔

تکملہ میں یوں وارد ہیں:

"سكوتها عند قبض مهرها أبوها أو من زوجها فسكتت يكون إذنا بقبضه، إلا أن تقول لا تقبضه فحينئذ لم يجز القبض عليها ولا يبرأ الزوج"[11]۔

اگر اس کے والد مہر کو قبض کریں یا اس کی نکاح کریں اور وہ خاموش رہی تو اس کے قبض کی اجازت ہے اگر وہ یہ کہے کہ اس کو نہ دو تو اس وقت قبض کرنا درست نہیں اور نہ خاوند بری الذمہ ہے۔

ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں.

"سکوتها عند قبض مهرها"[12]۔اس کی مہر کو قبض کے دوران اس کی سکوت رضا پر دلیل ہے۔

3 بلوغ کے فوراًبعد نکاح پر سکوت

ایک لڑکی ابھی چھوٹی تھی کہ والد نے اس کا نکاح کیا اب وہ لڑکی بالغ ہوتے ہی نکاح فسخ کر سکتی ہے لیکن اس مجلس سے وہ اٹھی اور نکاح کو فسخ نہ کیا اور خاموش رہی تو اس کی اختیار ختم ہوئی۔الاشباہ والنظائر میں لکھا گیاہیں۔

"سکوتها إذا بلغت بكرا"[13]۔جب کنواری بالغہ ہو جائے تو اس کی سکوت رضامندی ہے۔

ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وَأَطْلَقَ سُكُوتَهَا بَعْدَ بُلُوغِهَا الْخَبَرَ فَشَمِلَ ما إذَا اسْتَأْذَنَهَا فِي مُعَيَّنٍ فَرَدَّتْ ثُمَّ زَوَّجَهَا منه فَسَكَتَتْ فإنه إجَازَةٌ على الصَّحِيحِ"[14]۔

اس سکوت کا اطلاق خبر پہنچنے کی وقت پر ہو گا جب ایک مجلس میں کسی سے اجازت طلب کی تو اس نے رد کیا پھر اس کی شادی کی اور وہ خاموش رہی تو صحیح قول کے مطابق یہ اجازت تصور ہو گی۔

جامع الصغیر میں ہیں:

"رجل زوج ابنة أخيه ابن أخيه وهما صغيران جازولهما الخيار إذا بلغا خلافا لأبي يوسف (رحمه الله) فإذا علمت بالنكاح فسكتت فهو رضا"[15]۔

ایک آدمی نے اپنی بھتیجی کا نکاح اپنے بھتیجے سے کی وہ دونوں اس وقت چھوٹے تھے تو دونوں کے لئے اختیار ہیں۔جب بالغ ہو جائے۔امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کا اس میں اختلاف ہے جب ان کو نکاح کا خبر ہو جائے تو خاموش ہوئی تو یہ رضا پر دلیل ہے۔

الجوھرۃالنیرۃ میں ہیں.

"إذَا بَلَغَتْ الصَّغِيرَةُ وَقَدْ عَلِمَتْ بِالنِّكَاحِ فَسَكَتَتْ فَهُوَ رِضًا وَإِنْ لَمْ تَعْلَمْ بِالنِّكَاحِ فَلَهَا الْخِيَارُ حَتَّى تَعْلَمَ فَتَسْكُتَ شَرْطَ الْعِلْمِ بِأَصْلِ النِّكَاحِ"[16]۔

اگر چھوٹی بچی بالغہ ہوئی اور اس کو اپنی نکاح کا علم ہوا وہ خاموش رہی تو یہ رضامندی ہے۔ اگر نکاح کا علم نہ ہو تو اس کو اختیار ہے یہاں تک اس کو معلوم ہو جائے اور وہ خاموش رہی کیونکہ نکاح کے اصل کے ساتھ معلوم ہونا شرط ہیں۔

ابو الحسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"الْخِيَارَاتُ ثَلَاثَةٌ : خِيَارُ الْإِدْرَاكِ وَخِيَارُ الْمُعْتَقَةِ وَخِيَارُ الْمُخَيَّرَةِ فَخِيَارُ الْمُدْرِكَةِ يَبْطُلُ بِالسُّكُوتِ إذَا كَانَتْ بِكْرًا فَإِنْ كَانَتْ ثَيِّبًا لَا يَبْطُلُ بِالسُّكُوتِ وَإِنْ كَانَ الْخِيَارُ لِلزَّوْجِ لَا يَبْطُلُ إلَّا بِصَرِيحِ الْإِبْطَالِ"[17]۔

اختیار کے تین اقسام ہیں خیار الادراک، خیار المعتقہ اور خیار المخیر، پس کنواری کا خیار المدرکہ سکوت کے ساتھ باطل ہوتی ہے اور ثیبہ کا خیار سکوت کے ساتھ باطل نہیں ہوتی۔ اگر خاوند کو اختیار ہو تو واضح باطل کرنے کے بغیر باطل نہیں ہوتا۔

ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں.

"سكوتها إذا بلغت بكرا فلا خيار لها بعده"[18]۔

جب کنواری بالغہ ہو جائے تو اس کی سکوت اختیار کو ختم کرتا ہے اور اس کے بعد اس کو کوئی اختیار نہیں۔

4 حالف کی سکوت

ایک آدمی نے قسم اٹھایا کہ میں شادی نہیں کروں گا اب اس کے والد نے اس کی شادی کرائی اور وہ خاموش رہا تو حانث ہوگا۔ جیسے اشباہ والنظائر میں وارد ہے۔

"حلف لا أتزوج فزوجه أبوه فسكت حنث"[19]۔

اگر ایک آدمی نے قسم اٹھایا کہ میں نکاح نہیں کروں گا تو اس کے والد نے اس کا نکاح کیا اور وہ خاموش رہا تو حانث ہوگا۔

تکملہ میں ارشاد ہیں.

"بكر حلفت أن لا تزوج نفسها فزوجها أبوها فسكتت حنثت في يمينها كرضاها بكلام، ولو حلفت بكر أن لا تأذن في تزويجها فزوجها أبوها فسكتت لا تحنث إذ لم تأذن ولزم النكاح بالسكوت"[20]۔

کنواری نے قسم اٹھایا کہ میں نکاح نہیں کروں گی تو اس کی والد نے اس کا نکاح کیا وہ خاموش رہی تو وہ اپنی قسم میں حانث ہو گئی اگر کنواری نے قسم اٹھایا کہ میں نکاح کی اجازت نہین دوں گی تو اس کی والد نے اس کا نکاح کیا اور وہ خاموش رہی تو حانث نہیں ہو گی کیونکہ اس نے اجازت نہیں دی ہے سکوت سے نکاح لازم ہو جائے گا۔

ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"حلفت أن لا تتزوج فزوجها أبوها فسكتت حنثت"[21]۔

اگر کنواری نے قسم اٹھایا کہ میں نکاح نہیں کروں گی تو اس کے والد نے اس کا نکاح کیا اور خاموش رہی تو حانث ہو گئی۔

اسی طرح کسی نے قسم اٹھایا کہ فلاں میرے گھر میں داخل نہیں ہو گا اس وقت وہ اس کے گھر میں موجود تھا اور گھر سے نکالنے کا نہیں کہا بلکہ خاموش رہا تو حانث ہو گا جیسے ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"لو حلف لا ينزل فلانا في داره وهو نازل في داره فسكت حنث لو قال أخرج منها فأبى الخروج فسكت أي لأن النزول مما يمتد فلدوامه حكم الابتداء بخلاف الخروج فإنه الانفصال من داخل إلى خارج"[22]۔

اگر کوئی حلف کرے کہ فلاں میرے گھر میں نہیں آئے گا حالانکہ وہ اس کے گھر میں موجود تھا تو خاموش رہا تو حانث ہو گا اگر وہ نکلنے کا کہے مگر وہ انکار کرے اور وہ خاموش رہا تو حانث نہیں ہو گا کیونکہ نزول ابتداء کے حکم کے دوام کی طرف کھینچتا ہے بخلاف خروج کے۔ کیونکہ یہ داخل سے خارج کی طرف انفصال ہے۔

اگر ایک آدمی نے قسم اٹھایا کہ میں مملوک سے خدمت نہیں لوں گا۔ اور اس کے حکم کے بغیر خادم نے اس کی خدمت کی اور اس نے منع نہ کیا تو حانث ہو گا۔ جیسے الاشباہ میں وارد ہے:

"سكوت الحالف لا يستخدم مملوكه إذا خدمه بلا أمره ولم ينهه : حنث"[23]۔

ایک آدمی نے حلف اٹھایا کہ میں اپنی خادم سے خدمت نہیں لوں گا اور اس نے اس کے حکم کے بغیر اس کی خدمت کی اور اس نے منع نہیں کیا تو حانث ہو گا۔

ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"سكوت الحالف لا يستخدم مملوكه إذا خدمه بلا أمره ولم ينهه حنث"[24]۔

ایک آدمی نے حلف اٹھایا کہ میں اپنی خادم سے خدمت نہیں لوں گا اور اس نے اس کے حکم کے بغیر اس کی خدمت کی اور اس نے منع نہیں کیا تو حانث ہو گا۔

تکملہ میں وارد ہیں

"سکوت الحالف بأن لا يستخدم فلانا: أي مملوكه ثم خدمه فلان بلا أمره ولم ينهه حنث."[25]

اگر کسی نے قسم اٹھایا کہ میں فلاں یعنی مملوک سے خدمت نہیں لوں گا پھر اس فلاں نے بغیر اس کے حکم کے مالک کی خدمت کی اور مالک نے منع بھی نہیں کیا تو حانث ہو گا۔

5 متصدق علیہ کی سکوت قبول ہیں

اگر ایک آدمی نے فقیر پر صدقہ کیا اور فقیر اس پر خاموش ہوا تو یہی خاموشی قبول پر دلالت کرتی ہیں مگر ایک واھب نے کسی کو کوئی چیز ہبہ کیا اور موہب لہ خاموش رہا تو یہ قبول کی دلیل نہیں جیسے الاشباہ میں وارد ہیں۔

"سکوت المتصدق علیه : قبول لا الموهوب له"[26]۔

متصدق علیہ کی سکوت قبول پر دلیل ہیں اور موہوب لہ کی سکوت قبول پر دلیل نہیں۔

ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"سکوت المتصدق علیه قبول لا الموهوب له"[27]۔

متصدق علیہ کی سکوت قبول پر دلیل ہیں اور موہوب لہ کی سکوت قبول پر دلیل نہیں۔

تکملہ میں وارد ہے:

"تصدق علی إنسان فسکت المتصدق علیه یثبت ولا یحتاج إلی قبوله قولا"[28]۔

کہ ایک آدمی نے کسی فقیر پر صدقہ کیا اور وہ فقیر خاموش رہا تو صدقہ ثابت ہوا اور قبول کے لئے قول کی ضرورت نہ رہا۔

6 موھوب لہ کی قبض پر مالک کی سکوت قبول ہے۔

ایک آدمی نے کسی کو ہبہ کیا اور موہوب لہ کے قبض کے دوران مالک خاموش رہا تو یہی خاموشی رضا پر دال ہیں جیسے اشباہ میں وارد ہیں:

"سكوت المالك عند قبض الموهوب له أو المتصدق عليه : إذن"[29]۔

موہوب لہ یامتصدق علیہ کی قبضہ کے دوران مالک کی خاموشی اذن ہے۔

ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"سُكُوتُ الْمَالِكِ عِنْدَ قَبْضِ الْمَوْهُوبِ له أو الْمُتَصَدِّقِ عليه الْعَيْنَ بِحَضْرَتِهِ"[30]۔

موھوب لہ یامتصدق علیہ کاکسی پر قبضہ کرنے کے وقت مالک وہاں موجود تھا اور خاموش رہایہی خاموشی رضامندی پر دال ہیں۔

بدائع والصنائع میں ہیں:

"سُكُوتُ الْوَاهِبِ أو الْمُتَصَدِّقِ عِنْدَ قَبْضِ الْمَوْهُوبِ له وَالْمُتَصَدَّقِ عليه بِحَضْرَتِهِ أَنْ يَكُونَ إذْنًا بِالْقَبْضِ"[31]۔

موہوب لہ یامتصدق علیہ کے قبض کے دوران واہب اور متصدق کی خاموشی قبض کی اجازت ہے۔جب وہ مجلس میں حاضر ہو۔

ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"سكوت المالك عند قبض الموهوب له أو المتصدق عليه إذن"[32]۔

موہوب لہ یامتصدق علیہ کا قبض کے دوران مالک کی خاموشی اجازت کی دلیل ہے۔

النتف فی الفتاوی میں ارشادہیں:

"ان يهب رجل لرجل هبة معينة حاضرة فيقبضها الموهوب له ويذهب بها والواهب يرى ذلك ولا ينهاه عنه ويسكت فان ذلك السكوت رضا منه بالتسليم"[33]۔

اگر ایک آدمی نے کسی آدمی کو ایک مقرر مجلس میں ایک چیز ہبہ کیاتو موہوب لہ نے اس چیز پر قبضہ کرکے چلا گیاواہب اسے دیکھ رہاتھااس کو منع نہ کیااور خاموش رہایہی سکوت حوالہ کرنے پر رضامندی ہیں۔

7 وکیل کی سکوت قبول ہے

اگر کسی آدمی نے کسی کو اپناوکیل بناناچاہااور کسی ایک وکیل سے وکالت کی بات کی۔اور وکیل خاموش ہواتو یہ قبول پر دال ہیں۔جیسے الاشباہ میں وارد ہے:

"سکوت الوکیل : قبول و برتد بردہ"[34]۔وکیل کی سکوت قبول ہے اور اس کی رد سے رد ہو جاتا ہے۔

ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"يَكُونُ وَكِيلًا بِسُكُوتِهِ عَقِبَ الْأَمْرِ بِبَيْعِ الْمَتَاعِ"[35]۔

کسی چیز کی بیع کے حکم کے بعد وکیل کی خاموشی وکالت پر دال ہے۔

ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"سکوت الوکیل قبول ویرتد بردہ"[36]۔وکیل کی سکوت قبول ہے اور اس کی رد رد ہیں۔

درر الاحکام میں ہیں:

"إِنَّ قَبُولَ الْوَكِيلِ لَيْسَ شَرْطًا فِي صِحَّةِ الْوَكَالَةِ اسْتِحْسَانًا لَكِنْ لَوْ رَدَّ الْوَكِيلُ الْوَكَالَةَ رُدَّتْ , وَسُكُوتُ الْوَكِيلِ فِي هَذِهِ الصُّورَةِ قَبُولٌ"[37]۔

استحساناً وکیل کی وکالت قبول کرنا وکالت صحت کے لئے شرط نہیں لیکن جب وکیل نے وکالت رد کی تو رد شمار ہو گی اور ان صورتوں میں وکیل کی سکوت قبول ہیں۔

8 مقرلہ کی سکوت قبول ہے۔

اگر ایک آدمی نے مقرلہ کے سامنے کسی چیز کو دوسری آدمی کے مال کا اقرار کیا اور وہ خاموش رہا تو مقرلہ کی سکوت قبول پر دال ہے جیسے اشباہ میں وارد ہیں:

"سکوت المقرلہ:قبول و یرتد بردہ"[38]۔ مقرلہ کی سکوت قبول ہے اور اس کی رد رد ہیں۔

تکملہ میں وارد ہیں:"الاقرار یصح ولو سکت المقر لہ ویرتد بردہ"[39]۔اگر مقرلہ خاموش رہا تو اقرار صحیح ہے اور اس کا رد رد شمار ہو گی۔

ابن عابدین فرماتے ہیں:

"سکوت المقرلہ قبول ویرتد بردہ"[40]۔ مقرلہ کی سکوت قبول ہے اور اس کا رد رد ہے۔

درر الاحکام میں ہیں:

"سُكُوتُ الْمُقَرِّ لَهُ يُعَدُّ قَبُولًا كَأَنْ يُقِرَّ شَخْصٌ بِمَالٍ لِآخَرَ وَيَسْكُتُ الْمُقَرُّ لَهُ , فَسُكُوتُهُ يُعَدُّ تَصْدِيقًا وَقَبُولًا بِالْإِقْرَارِ"[41]۔

مقرلہ کی سکوت قبول شمار ہو گی جیسا کہ کسی نے دوسرے کے لئے مال کا اقرار کیا اس پر مقرلہ خاموش رہا تو یہ اقرار کے ساتھ تصدیق اور قبول شمار ہو گی۔

9 مفوض الیہ کی سکوت قبول ہے

اگر ایک آدمی کسی کو کوئی ذمہ سونپتا ہیں اس دوران وہ خاموش رہا تو یہی خاموشی قبول پر دال ہے جیسے الاشباہ میں وارد ہے۔

"سکوت المفوض إليه : قبول التفويض وله رده"[42]۔

مفوض الیہ کی سکوت تفویض کا قبول ہے اور اس کا رد زبان سے ضروری ہے۔

ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"سكوت المفوض إليه القضاء أو الولاية قبول وله رده"[43]۔

قضاء بالولایت کو سونپنے کی سکوت قبول پر دلیل ہے اور اس کو رد کرنا زبان سے ضروری ہے۔

10 موقوف علیہ کی سکوت قبول ہے۔

اگر ایک آدمی کسی کو کوئی چیز وقف کرتا ہیں اور وہ آدمی خاموش رہا تو یہی سکوت رضامندی اور قبول کی علامت ہیں۔ جیسے الاشباہ والنظائر میں لکھا گیا ہے:

"سكوت الموقوف عليه : قبول و يرتد برده و قيل لا"[44]۔

موقوف علیہ کی سکوت قبول ہے اور جب وہ رد کرتا ہو تو زبان سے کہے گا کہ میں نہیں چاہتا۔

ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"فِي الْوَقْفِ على فُلَانٍ إذَا سَكَتَ جاز(جاوز)وَإِنْ رَدَّهُ بَطَلَ"[45]۔

یہ وقف فلاں کے لئے ہیں اور وہ خاموش رہا تو جائز ہے اور اس کی رد سے باطل ہو جاتا ہے۔

تکملہ میں اسی طرح لکھا ہیں:

"الوقف على رجل معين صح ولو سكت الموقوف عليه ولو رده، قيل يبطل، وقيل لا"[46]۔

اگر ایک آدمی نے کوئی معین چیز کو وقف کیا اور موقوف علیہ اس پر خاموش رہا۔ تو صحیح ہو جاتا ہے اگر وہ رد کرتا ہے تو اپنی زبان سے باطل کرنا ضروری ہے۔

ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"سكوت الموقوف عليه قبول ويرتد برده وقيل لا"[47]۔

موقوف علیہ کا خاموش رہنا قبول پر دلیل ہے اور اس کو رد کرنا ہو تو زبان سے رد کرنا ضروری ہے۔

11 بیع تلجئہ میں کسی ایک کی سکوت

کوئی مال کسی ورثاء کے درمیان مشترک ہے اور ایک آدمی اس کو فروخت کرے مگر دوسرے وہاں کھڑے ہو اور لوگوں کے سامنے بغیر قصد وارادے کے بیع کے اظہار کرے یا خاموشی اختیار کرے تو یہ سکوت رضامندی پر دال ہیں۔ جیسے اشبا میں وارد ہیں:

"سكوت أحد المتبايعين في بيع التلجئة حين قال صاحبه:قد بدا لي أن أجعله بيعا صحيحا"[48]۔

بیع تلجئہ میں مشتری اور بائع میں سے کسی ایک کی سکوت رضامندی ہیں جب ایک ساتھی کہے کہ مجھ پر لازم ہے کہ اس کو بیع صحیحہ بنادوں۔

ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"سكوت أحد المتبايعين في بيع التلجئة حين قال صاحبه قد بدا لي أن أجعله بيعا صحيحا والتلجئة أن يتواضعا على إظهار البيع عند الناس لكن بلا قصده"[49]۔

بیع ملجئہ میں مشتری یا بائع میں سے کسی کی سکوت جب ایک ساتھی کہے کہ مجھ پر لازم ہے کہ اس کو بیع صحیحہ بنادوں تلجئہ بغیر قصد وارادے کے لوگوں کے سامنے بیع کا اظہار کرنا۔

12 سلعہ سے مشتری کا سکوت

ایک آدمی نے کہیں بیع کیا اور ابھی تک سامان پر قبضہ نہیں کیا تھا مگر وہ خاموش رہا اور جب مدت پوری ہونے پر بائع نے قیمت کا مطالبہ کیا تو مشتری نے سامان پر قبضہ نہ کرنے کا دعویٰ کیا تو اس کا دعوی قابل قبول نہ ہو گا۔ جیسے محمد بن احمد مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اختلف المتبايعان في قبض السلعة فقال المشتري لم أقبضها وقال البائع قد قبضتها فإن كان أشهد له بالثمن فقد قبض السلعة وكذا روى أصبغ عن ابن القاسم ويحلف البائع إن كان ذلك بحداثة البيع والإشهاد لأن هذا من أفعال الناس فأما إن سكت حتى إذا حل الأجل قال لم أقبض السلعة فلا قول له ولا يمين على البائع إذا حل الأجل"[50]۔

سامان کے قبضے میں بائع ومشتری کا اختلاف ہوا مشتری کہتا ہے کہ میں نے اس پر قبضہ نہیں کیا ہے اور بائع کہتا ہے کہ آپ نے قبضہ کیا ہے اور گواہ نے قیمت پر گواہی دی تو سامان پر بھی قبضہ متصور ہوگا۔اس طرح اصبغ ؒ نے ابن قاسم ؒ سے نقل کیا ہے۔اور بائع پر قسم ہے اگر بیع کی گفتگو ہو رہی تھی کیونکہ یہ لوگوں کے افعال میں سے ہیں اگر وہ خاموش رہا یہاں تک کہ مدت پوری ہوئی تو کہا کہ میں نے سامان پر قبضہ نہیں کیا ہے تو اس کا قول معتبر نہ ہوگا اور مدت پوری ہونے کے بعد بائع پر یمین بھی نہیں۔

محمد بن یوسف ؒ یوں ذکر کرتے ہیں:

"إذا طلب البائع الثمن فقال المشتري لم أقبض السلعة وقال البائع قد قبضتها فإن أشهد له بالثمن فقد قبض السلعة وعليه غرم الثمن ولا يصدق أنه لم يقبضها قال أصبغ ويحلف له البائع إن كان بجرارة البيع والإشهاد وأما إن سكت حتى يحل الأجل وشبهه فلا قول له ولا يمين له على البائع"[51]۔

جب بائع قیمت مانگ رہا تھا تو مشتری نے کہا کہ میں نے ابھی تک سامان پر قبضہ نہیں کیا ہیں بائع سامان وصول کرنے پر اسرار کرتا ہے اگر قیمت پر گواہ پیش کرے تو مشتری نے قبضہ کیا ہوگا اور اس پر قیمت کا نقصان ہیں اور اس کی تصدیق نہیں ہوگی کہ میں نے سامان پر قبضہ نہیں کیا ہے اگر بیع اور اشہاد کی بات جاری ہو تو بائع پر قسم ہے اگر وہ خاموش رہا یہاں تک کہ مدت ختم ہوئی تو اس کا قول معتبر نہیں اور بائع پر یمین بھی نہیں۔

13 غانمین میں مالک قدیم کی سکوت

ایک لشکر نے کسی علاقے سے کوئی مال غنیمت وصول کیا ہے اور اب وہ مال میدان میں غازیوں کے درمیان تقسیم ہو رہا تھا اور وہاں اس مال کا مالک موجود تھا مگر سکوت اختیار کی تو یہ سکوت مال تقسیم کرنے پر دلیل ہیں۔جیسے اشباہ میں وارد ہے:

"سكوت المالك القديم حين قسمة ماله بين الغانمين:رضا"[52]۔

جب غانمین کے درمیان قدیم مالک کا مال تقسیم ہو رہا تھا اور وہ خاموش رہا تو یہی سکوت مالک قدیم کی رضامندی کی دلیل ہے۔

ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"سکوت المالك القديم حين قسم ماله بين الغانمين رضا"[53]۔

مالک قدیم کی سکوت اپنے مال تقسیم ہونے کے دوران اس کی رضامندی کی دلیل ہے۔

تکملہ میں بھی اس طرح ذکر ہے۔

"سکوت المالك القديم حين قسم ماله بين الغانمين رضا"[54]۔

مالک قدیم کی سکوت اپنے مال تقسیم ہونے کے دوران اس کی رضامندی کی دلیل ہے۔

14 مشتری بالخیار کی سکوت

ایک آدمی کا ایک غلام خرید و فروخت میں مصروف تھا اور آقا نے اسے دیکھ کر خاموش رہا تو یہ غلام کی بیع اور پر راضی ہے تو مشتری کا اختیار ساقط ہو جاتا ہے جیسے اشباہ میں ذکر ہے:

"سکوت المشتري بالخيار حين رأى العبد يبيع ويشتري : مسقط لخياره"[55]۔

جب کوئی مشتری اپنے غلام کی خرید و فروخت پر سکوت کرتا ہو تو مشتری بالخیار کی خاموشی اس کے اختیار کو ساقط کرتا ہے۔

ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"سکوت المشتري بالخيار حين رأى العبد يبيع ويشتري يسقط الخيار بخلاف سكوت البائع بالخيار"[56]۔

مشتری بالخیار کی سکوت اس کی اختیار کو ساقط کرتا ہے جب وہ اپنے غلام کو دیکھے کہ وہ خرید و فروخت کرتا ہو۔

ابن علیش رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہے:

"سُكُوتُ الْمُشْتَرِي بَعْدَ ظُهُورِ الْعَيْبِ لَهُ , وَبَيْعُهُ السِّلْعَةَ بِذَلِكَ دَلِيلٌ عَلَى رِضَاهُ بِهَا عَلَى مَا هِيَ عَلَيْهِ بِالثَّمَنِ كُلِّهِ فَيُجْبَرُ"[57]۔

جب کسی چیز میں عیب ظاہر ہو جائے اور مشتری اس پر خاموش رہے تو اس سامان کی بیع جس قیمت پر ہوئی ہو اس پر رضامندی کی دلیل ہیں اس پر مجبور کیا جائے گا۔

زاد المستقنع میں وارد ہیں:

"سكوت المشتري عن المكاسرة والمساومة يدل دلالة واضحة على أنه ما رضي بهذه القيمة إلا لأن السوق مستقر عليها، فإذا تبين أن السوق مستقر على ما دونها كان من حقه أن يطالب"[58]۔

کسی چیز کی بھاؤ یا کسی چیز پر مشتری کی خاموشی اس بات پر واضح دلیل ہے کہ وہ اس قیمت پر راضی ہے مگر یہ کہ یہ بازاری نرخ ہو۔ اگر واضح ہو جائے کہ بازاری نرخ اس کے علاوہ ہے تو مطالبہ کا حق رکھتا ہے۔

15 بائع کا سکوت

بائع نے مشتری کے قبضہ میں مبیعہ دیکھ کر خاموش رہا تو یہ سکوت اجازت پر دلیل ہے خواہ بیع کس طرح بھی ہو بیع صحیحہ ہو یا فاسدہ جیسے اشباہ میں ذکر کرتے ہے۔

"سكوت البائع الذي له حق حبس المبيع حين رأى المشتري قبض المبيع : إذن بقبضه صحيحا كان البيع أم فاسدا"[59]۔

بائع کو مبیعہ رکھنے کا حق حاصل تھا اس نے مبیعہ کو مشتری کے قبضہ میں دیکھ کر خاموش رہا تو یہ اجازت پر دلیل ہے خواہ بیع صحیحہ ہو یا فاسدہ۔

ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"في الْبَيْعِ وَلَوْ فَاسِدًا إذَا قَبَضَهُ الْمُشْتَرِي بِمَرْأًى من الْبَائِعِ فَسَكَتَ صَحَّ وَسَقَطَ حَقُّ الْحَبْسِ بِالثَّمَنِ"[60]۔

اگر بائع نے مشتری کا قبضہ مبیعہ پر دیکھ پر خاموش رہا تو یہ بیع صحیح ہے اور ثمن کے روکنے کا حق ساقط ہو گیا۔

ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"سكوت البائع الذي له حق حبس المبيع حين رأى المشتري قبض المبيع إذن بقبضه صحيحا كان البيع أو فاسدا"[61]۔

بائع کو جس مبیعہ کا حق حاصل تھا مگر اس نے مشتری کا قبضہ دیکھ کر خاموش رہا تو یہی خاموشی اجازت پر دلیل ہے خواہ بیع صحیحہ ہو یا فاسدہ۔

"إذا قبض المشتري البيع والبائع يراه فسكت ولم يمنعه من القبض بطل حقه في الحبس" [62]۔

جب مشتری مبیعہ پر قبضہ کرے اور بائع اسے دیکھ کر خاموش ہوا اس کو قبضہ کرنے سے منع نہ کیا تو اس کا حق باطل ہو جاتا ہے۔

تکملہ میں یوں بیان کیا گیا ہے:

"للبائع حبس المبيع لثمنه،فلو قبضه المشتري ورآه البائع وسكت كان إذنا في قبضه، الصحيح والفاسد فيه سواء في رو اية،وهو رضا بقبض في الفاسد لا في الصحيح في رو اية" [63]۔

ثمن کے لئے مبیعہ کی حبس کا حق بائع کو حاصل تھا لیکن مشتری نے مبیعہ پر قبضہ کیا تو بائع دیکھ کر خاموش رہا تو یہ اجازت پر دلیل ہے۔ خواہ وہ بیع صحیحہ ہو یا فاسدہ۔ ایک روایت میں ہے کہ بیعہ فاسدہ میں رضامندی پر دلیل ہے اور ایک روایت میں بیع صحیحہ میں رضامندی پر دلیل نہیں۔

اگر زمانہ دراز تک ایک آدمی کسی چیز کو استعمال کر رہا تھا بائع خاموش تھا تو اب اس کا دعویٰ باطل ہو گا۔ جیسے الاشباہ والنظائر میں وارد ہے:

"رآه يبيع أرضا أو دارا فتصرف فيه المشتري زمانا و هو ساكت : تسقط دعواه" [64]۔

ایک آدمی نے زمین یا گھر کو فروخت کر کے اس میں مشتری کافی زمانے سے تصرف کرتا ہو اور وہ خاموش بیٹھا ہو تو اس کا دعویٰ باطل ہے۔

ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"رآه يبيع عرضا أو دارا فتصرف فيه المشتري زمانا وهو ساكت تسقط دعواه أي أن الأجنبي كالجار مثلا لا يجعل سكوته مسقطا لدعواه بمجرد رؤية البيع بل لا بد من سكوته أيضا عند رؤيته تصرف المشتري فيه زرعا وبناء" [65]۔

ایک آدمی نے ایک مکان فروخت کیا اور مشتری اس میں زمانہ تک تصرف کرتا رہا اور وہ خاموش تھا تو اس کا دعویٰ باطل ہے۔ یعنی اجنبی پڑوسی جیسا ہے ایک آدمی کی سکوت سے دعویٰ کو ساقط کرنا صرف بیع کی دیکھنے سے نہیں بلکہ مشتری کا تصرف اس میں ایسی حیثیت سے ہو جیسے گھر بنا رہا ہو یا کھیتی باڑی کرتا ہو۔

16 مولی کی سکوت

اگر ایک مولی اپنے غلام کی خرید وفروخت پر خاموش رہا تو یہی سکوت غلام کو تجارت کرنے کی اجازت ہیں جیسے اشباہ میں وارد ہے:

"سكوت المولى حين رأى عبده يبيع و يشتري:إذن في التجارة"[66]۔

جب مولی اپنے غلام کی بیع وشراء پر خاموش رہا تو یہ تجارت میں اجازت پر دلیل ہے۔

بدائع والصنائع میں ہیں:

"سُكُوتُ الْمَوْلَى عِنْدَ تَصَرُّفِ الْعَبْدِ بِالْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ"[67]۔

خرید وفروخت میں غلام کا تصرف کے وقت مولی کی خاموشی اجازت پر دلیل ہے۔

ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"سكوت المولى حين رأى عبده يبيع ويشتري إذن في التجارة أي فيما بعد ذلك التصرف لا فيه"[68]۔

جب تجارت میں کوئی اپنے غلام کو دیکھے کہ وہ بیع وشراء کرتا ہے اور مولی خاموش رہا تو یہ اجازت ہے۔

النتف فی الفتاوی میں وارد ہیں:

"اذا رآه يبيع ويشتري كما يفعل المأذون وسكت مولاه فهو اذن فى قول ابي حنيفة وصاحبيه وليس ذلك بأذن فى قول الشافعي و ابي عبد الله والشيخ السكوت"[69]۔

جب کوئی غلام بیع وشراء پر دیکھے اور مولی خاموش رہا تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اجازت ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ابو عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق یہ اجازت متصور نہیں ہوتا۔

ایک مولی نے یہ قسم اٹھایا کہ میں اپنے غلام کو تجارت کی اجازت نہیں دوں گا مگر وہ بیع وشراء کر رہا تھا کہ مولی نے دیکھ کر خاموش رہا تو حانث ہو جائے گا۔ جیسے اشباہ میں وارد ہے:

"لو حلف المولى لا يأذن له فسكت حنث في ظاهر الرو اية"[70]۔

مولی نے قسم اٹھایا کہ میں تجارت کی اجازت نہیں دوں گا پس اس کے تجارت پر وہ خاموش رہا تو ظاہر الراویہ میں حانث ہو گا۔

فتاوی ہندیہ میں یوں ذکر ہے:

"لو حَلَفَ لَا يَأْذَنُ لِعَبْدِهِ فِي التِّجَارَةِ فَرَآهُ يَبِيعُ وَيَشْتَرِي فَسَكَتَ فَهُوَ حَانِثٌ"[71]۔

اگر کوئی حلف اٹھائے کہ میں اپنے غلام کو تجارت کا اجازت نہیں دوں گا اور وہ دیکھے کہ اس کا غلام بیع وشراء کرتا ہے اور وہ خاموش رہا تو حانث ہو گا۔

ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"لو حلف المولى لا يأذن له فسكت حنث في ظاهر الرو اية"[72]۔

اگر مولی حلف اٹھائے کہ میں اجازت نہیں دوں گا تو وہ تجارت کرتے ہوئے آقا خاموش رہا تو ظاہر الروایہ میں حانث ہو گا۔

اگر ایک آدمی کی ایک لونڈی ہے اور اس کے پاس بچہ پیدا ہو رہا ہو جو اس آقا سے ہو تو اس آقا کی خاموشی اقرار ہے۔ جیسے اشباہ میں ذکر کرتے ہیں:

"سكوت المولى عند ولادة أم لولده : إقرار به"[73]۔

ام ولد کی ولادت کے دوران مولی کی سکوت اقرار پر دلیل ہے۔

ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"سكوت المولى عند ولادة أم ولده إقرار به أي بخلاف سكوته عند ولادة قنته"[74]۔

ام ولدہ کی ولادت کے دوران مولی کی خاموشی اقرار ہے۔ غلام کی ولادت پر مولی کی خاموشی اقرار کی دلیل نہیں۔

17 قن کی سکوت اقرار ہے۔

ایک آدمی غلام ہے اور اس کے بیٹے کو قن کہتے ہیں بیع یا رہن یا جنایت میں دینے کے موقع پر خاموش رہا تو یہ قن کا اقرار ہے جیسے اشباہ میں بیان کیا گیا ہے:

"سكوت القن و انقياده عند بيعه أو رهنه أو دفعه بجناية : إقرار برقه إن كان يعقل بخلاف سكوته عند إجارته أو عرضه للبيع أو تزويجه"[75]۔

بیع اور رہن یا جنایت کے دینے کے موقع پر غلام کی خاموشی اس کی آزادی پر اقرار ہے اگر وہ عاقل ہو بخلاف ان کا اجارہ کے دوران یا بیع کے سامنے پیش ہونے کے دوران یا اس کی شادی کرنے کے دوران۔

تکملہ میں بیان کیا گیا ہے:

"لو رأى قنه أو أمته يتزوج فسكت ولم ينهه لا يصير له آذنا في النكاح"[76]۔

اگر کوئی اپنا غلام یا لونڈی نکاح کرتے ہوئے دیکھے وہ خاموش رہا اور منع نہ کیا تو یہ نکاح کی اجازت پر رضامندی نہ ہو گی۔

تکملہ میں وارد ہیں:

"لو أسر قن لمسلم فوقع في الغنيمة وقسم ومولاه الاول حاضر فسكت بطل حقه في دعوى قنه"[77]۔

اگر ایک مسلم نے ایک غلام کو قیدی بنایا اور اس نے غنیمت میں ڈالا اور پہلا مولیٰ موجود تھا اور خاموش رہا تو اس کے حق میں دعویٰ باطل ہو گا۔

دوسری جگہ وارد ہیں:

"لو كان المشتري مخيرا في قن شراه فرأى القن يبيع ويشتري فسكت بطل خياره، ولو كان الخيار للبائع لا يبطل خياره"[78]۔

اگر کسی کو غلام کے خریدنے میں اختیار دیا گیا ہو پس اس نے غلام کو بیع و شراء میں دیکھا اور خاموش رہا تو اس کی اختیار باطل ہے اگر اختیار بائع کو ہو تو اختیار باطل نہیں۔

ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"سكوت القن و انقياده عند بيعه أو رهنه أو دفعه بجناية إقرار برقه إن كان يعقل بخلاف سكوته عند إجارته أو عرضه للبيع أو تزويجه"[79]۔

بیع اور رہن یا جنایت کے دینے کے موقع پر غلام کی خاموشی اس کی آزادی پر اقرار ہے اگر وہ عاقل ہو بخلاف ان کا اجارہ کے دوران یا بیع کے سامنے پیش ہونے کے دوران یا اس کی شادی کرنے کے دوران۔

18 عورت کی مبارکبادی کے دوران خاوند کا سکوت اقرار ہے۔

اگر ایک عورت کے ہاں بچہ پیدا ہوا اور اس عورت نے خاوند کو مبارکباد دی اور خاموش رہا تو یہ سکوت اقرار کی دلیل ہے۔ جیسے اشباہ میں بیان کرتے ہے:

"سكوت الزوج عند ولادة المرأة و تهنئته : إقرار به فلا يملك نفيه"[80]۔

عورت کی ولادت یا مبارکبادی کے دوران خاوند کی سکوت اقرار ہے۔اس کے بعد وہ نفی کا حق نہیں رکھتا۔

ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ ان ہی الفاظ کے ساتھ ذکر کرتے ہیں:

"سكوت الزوج عند ولادة المرأة وتهنئته إقرار به فلا يملك نفيه"[81]۔

عورت کی ولادت یا مبارکبادی کے دوران خاوند کی سکوت اقرار ہے۔اس کے بعد وہ نفی کا حق نہیں رکھتا۔

19 بیع سے پہلے عیب کے اخبار پر سکوت

ایک آدمی کسی سے کوئی چیز خریدتا تھا اور اس مبیعہ میں کوئی عیب ہے مگر مشتری کو اس عیب کی اطلاع ہے پھر بھی وہ بیع کرتا ہے اور اس عیب پر سکوت اختیار کرتا ہے تو یہی سکوت رضامندی ہے۔ جیسے الاشباہ والنظائر میں بیان کیا ہے:

"السكوت قبل البيع عند الإخبار بالعيب : رضا بالعيب إن كان المخبر عدلا لا لو كان فاسقا عنده و عندهما : هو رضا و لو كان فاسقا"[82]۔

بیع سے پہلے اخبار بالعیب پر سکوت رضامندی ہے اگر خبر دینے والا کوئی عادل آدمی ہو اگر خبر دینے والا فاسق آدمی ہو تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور صاحبین رحمۃ اللہ علیہم کے نزدر رضامندی ہے۔

ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"السكوت قبل البيع عند الإخبار بالعيب رضا بالعيب إن كان المخبر عدلا لا لو فاسقا عنده وعندهما رضا ولو فاسقا"[83]۔

بیع سے پہلے اخبار بالعیب پر سکوت رضامندی ہے اگر خبر دینے والا عادل آدی ہو تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزد فاسق آدمی کی خبر پر سکوت بھی رضامندی ہے صاحبین رحمۃ اللہ علیہم کے نزد فاسق کی خبر پر سکوت رضامندی نہیں۔

20 بیوی کی بیع پر خاوند کی سکوت

اگر ایک آدمی کی بیوی بیع وشراء کر رہی تھی اور وہ خاموش رہا تو یہ سکوت اقرار کی دلیل ہے۔ جیسے اشباہ میں وارد ہے:

"سكوته عند بيع زوجته أو قريبه عقارا : إقرار"[84]۔

اپنی بیوی یا قریبی رشتہ دار کی زمین کی فروخت ہونے کی وقت سکوت اقرار ہے۔

ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"سکوته عند بيع زوجته أو قريبه عقارا إقرار"[85]۔

بیوی اور قریبی رشتہ دار کی زمین کے بیع کی وقت خاموش رہنا اقرار پر دلالت کرتا ہے۔

21 عنان میں سے کسی ایک شریک کی سکوت

اگر ایک لونڈی دو آدمیوں کی شریک تھی مگر ان دونوں میں سے ایک نے دوسرے کو کہا کہ میں اس کو اپنے لئے فروخت کرتاہوں اور دوسرا آدمی خاموش ہوا تو یہ سکوت رضامندی ہے۔ جیسے الاشباہ میں لکھتے ہے:

"أحد شريكي العنان قال للآخر: إني أشتري هذه الأمة لنفسي خاصة فسكت الشريك لا تكون لهما"[86]۔

عنان کے دو شریکوں میں سے ایک شریک دوسرے کو کہتاہے کہ میں اس لونڈی کو اپنے لئے فروخت کرتاہو تو دوسرا شریک خاموش ہوا تو یہ لونڈی دونوں کے لئے نہ ہوئی بلکہ مشتری کے لئے ہوگئی

ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"أحد شريكي العنان قال للآخر إني أشتري هذه الأمة لنفسي خاصة فسكت الشريك لا تكون لهما أي بل للمشتري أما في المفاوضة فلا بد من النطق"[87]۔

عنان کے دو شریکوں میں سے ایک شریک دوسرے کو کہتاہے کہ میں اس لونڈی کو اپنے لئے فروخت کرتاہو تو دوسرا شریک خاموش ہوا تو یہ لونڈی دونوں کے لئے نہ ہوئی بلکہ مشتری کے لئے ہوگئی جبکہ مفاوضہ کے طور پر اس میں نطق کرنا ضروری ہے۔

22 موکل کی سکوت

اگر ایک آدمی نے کسی کو وکیل رکھاہے ایک بیع میں وکیل نے کہا کہ یہ چیز میں اپنے لئے خرید تاہو اور موکل خاموش ہوا تو یہ رضامندی پر دلیل ہے۔ جیسے اشباہ میں وارد ہے:

"سكوت الموكل حين قال له الوكيل بشراء معين:إني أريد شراء لنفسي فشراه كان له"[88]۔

ایک معین شراء میں وکیل نے اپنے موکل کو کہا کہ میں اپنے لئے اس کو فروخت کرتاہو تو موکل خاموش رہاتو یہ وکیل کے لئے ہو جائے گا۔

تکملہ میں یوں ارشاد فرمایاہیں:

"لو وكله بشئ فسكت الوكيل وباشره صح ويرتد برده فلو وكله ببيع قنه فلم يقبل ولم يرد فباعه جازويكون قبولا"[89]۔

اگر ایک آدمی کسی کا وکالت کرتاہو اور وکیل خاموش رہا بیع صحیح ہوا اگر رد کرنا چاہتاہو تو زبان سے رد کرنا ضروری ہیں اگر غلام کی بیع کی وکالت کرتاہو تو قبول اور رد نہ کیاتو پھر بھی بیع جائز ہے اویہ قبول متصور ہو گا۔

ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"سكوت الموكل حين قال له الوكيل بشراء معين أريد شراءه لنفسي فشراه كان له"[90]۔

اگر کوئی وکیل ایک معین چیز کی فروخت کے دوران موکل کو کہے کہ میں یہ چیز اپنے لئے فروخت کرتاہو اور وہ خاموش رہاتو یہ وکیل کے لئے ہو جائے گا۔

جیسا کہ ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"معناه أن من وكل على بيع مبيع فباعه فإن عليه أن يقبض ثمنه إذا أغفل الموكل قبض الثمن أي سكت عنه لأنه كما عليه تسليم المبيع عليه قبض ثمنه"[91]۔

اس کا معانی یہ ہوا کہ ایک آدمی ایک مبیع کے بیع میں وکالت کرتا تھا اور اس چیز کو فروخت کیاتو موکل کو ثمن پر قبضہ کرنا لازم ہے مگر وہ اس میں غفلت کرتاہے اس لئے وہ خاموش رہاوتو جس طرح اس پر مبیعہ سے دستبرداری لازم تھی اس طرح ثمن پر قبضہ بھی لازم تھا۔

23 بچے کی بیع میں ولی کی سکوت

ایک ولی نے بچے کو دیکھا کہ وہ بیع وشراء کررہاہے اور ولی خاموش رہاتو یہ ولی کی طرف سے اجازت ہے۔ جیسے الاشباہ میں نقل کیا گیاہے۔

"سكوت ولي الصبي العاقل إذا رآه يبيع ويشتري إذن"[92]۔

ولی نے عاقل بچے کو دیکھا کہ وہ خرید وفروخت کررہاہے تو وہ خاموش رہاتو یہ خاموشی اذن پر دلیل ہے۔

ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"سکوت ولي الصبي العاقل إذا رآه يبيع ويشتري إذن"[93]۔

جب ولی عاقل بچے کو بیع وشراء پر دیکھے اور خاموش رہے تو یہ اس کی اجازت ہے۔

24 غیر کے نقصان پر سکوت

اگر ایک آدمی کسی کو نقصان پہنچا رہا ہو اور وہ خاموش بیٹھا ہو تو رضامندی پر دال ہے۔ جیسے الاشباہ میں وارد ہے۔

"سکوته عند رؤية غيره يشق زقه حتى سال ما فيه:رضا"[94]۔

کسی غیر کو دیکھا کہ وہ اسکے مشک میں سوراخ کرتا ہو اور وہ خاموش رہا اور پوچھا کہ اس میں کیا ہے؟ تو یہ رضامندی ہے

ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"سکوته عند رؤية غيره يشق زقه حتى سال ما فيه رضا لكن اعتارض بما في الأشباه أيضا لو رأى غيره يتلف ماله فسكت لا يكون إذنا بإتلافه"[95]۔

کسی غیر کو دیکھا کہ وہ اسکے مشک میں سورخ کرتا ہو اور وہ خاموش رہا اور پوچھا کہ اس میں کیا ہے؟ تو یہ رضامندی ہے۔ اور اشباہ پر یہ اعتراض ہو رہا ہے کہ اگر کوئی غیر کسی کے مال کو نقصان پہنچا رہا ہو اور وہ خاموش رہا تو یہ ضائع ہونے کے اجازت پر دلیل نہیں۔

نتائج بحث:

اسلام ایک امن پسند مذہب ہے اور ایک اچھے معاشرے کی تلقین کرتا ہے اچھا معاشرہ اس وقت قائم ہو سکتاہیں جب اس میں جھگڑے نہ ہو اور جھگڑے اس وقت ختم ہوسکتے ہیں جب زیادہ موقع فراہم نہ کیاجائے۔ کیونکہ زیادہ دعوؤں سے انسان کے دل میں بغض پیدا ہو تاہیں۔ بغض اور نفرت سے جھگڑے پیدا ہوتے ہیں اور جھگڑوں سے معاشرے میں بگاڑ پیدا ہوتی ہیں اسلئے اسلام نے سوچ وبچار کے لئے کم موقع فراہم کیا اور سکوت سے اس کا حق باطل کیا تاکہ دعویٰ طول نہ پکڑے۔ فقہ نے بہت کم مواقع فراہم کرکے جھگڑے ختم کرنے کا وسیلہ سکوت رکھاہے۔ سکوت رضا اور ناراضگی دونوں معانیوں کا متحمل ہو سکتاہے لیکن رضا کے معانی میں استعمال کرنا اصح اور احسن ہے کیونکہ ناراضگی کے موقع پر نطق کرناواجب اور ضروری ہے۔ جب اپنی

زبان سے نطق نہ کیا اور خاموش رہا تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ اس بات پر راضی ہے۔ اسلئے فقہاء کرام نے بعض مواقع میں سکوت قبول، اقرار، اذن اور اجازت پر دلیل متصور کیا۔ جیسے کنواری کی سکوت نکاح قبول کرنے کی اجازت ہے۔ والد یا دادا کے مہر قبضہ کرنے کے دوران لڑکی کی سکوت رضامندی کی دلیل ہے۔ بلوغ کے بعد بلوغ سے پہلے ولی کی نکاح پر سکوت رضامندی ہے۔ والد کی شادی پر حالف کی سکوت رضا ہے اسلئے حانث ہو جاتا ہے۔ متصدق علیہ کی سکوت قبول پر دلیل ہے۔ کسی کو اپنا وکیل بنانے کے دوران وکیل کی سکوت قبول پر دلیل ہے۔ مقرلہ کی سکوت اقرار ہے۔ مفوض الیہ کی سکوت قبول ہے۔ موقوف علیہ کی سکوت قبول کی علامت ہے۔ کوئی مال کئی لوگوں میں مشترک ہو مگر کسی نے بیع کا اظہار کر کے باقی شریک کی سکوت رضامندی ہیں۔ ان ساری باتوں سے معلوم ہوا کہ اسلام جھگڑوں کو طول نہ دینے کی وجہ سے سکوت کو ایک خاص مقام دیتا ہے۔

حواشی ومصادر

1 الكاساني، علاء الدین، بدائع الصنائع في ترتیب الشرائع، دار الكتاب العربي، بیروت، ج7، ص192

2 الحنفي، زین الدین ابن نجیم، الاشباہ والنظائر، دار الفکر، بیروت، ص179

3 ایضاً

4 الحنفي، زین الدین ابن نجیم، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، بیروت، الناشر دار المعرفة، ج3، ص119

5 النجاري، محمود بن أحمد بن الصدر، المیحط البرهاني، دار إحیاء التراث العربي، ج3، ص154

6 علاؤ الدین افندی، تکملة حاشیة رد المحتار، مکتبہ امدادیہ، ملتان، ج2، ص240

7 ابن عابدین، حاشیة رد المختار علی الدر المختار شرح تنویر الأبصار، دار الفکر للطباعة والنشر، بیروت، ج4، ص482

8 الاشباہ والنظائر، ص179

9 الحنفي، زین الدین ابن نجیم، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، ج3، ص119

10 النجاري، محمود بن أحمد بن الصدر، المیحط البرهاني، ج3، ص157

11 تکملة حاشیة رد المحتار، ج2، ص240

12 ابن عابدین، حاشیة رد المختار علی الدر المختار شرح تنویر الأبصار، ج4، ص482

13 الاشباہ والنظائر، ص179

14 الحنفي، زین الدین ابن نجیم، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، ج3، ص119

15 اللکنوي، عبد الحي، الجامع الصغیر، بیروت، الناشر دار المعرفة، ص170

16 الجوهرة النیرة، ج4، ص8

17 ایضاً: ج4، ص9

18 ابن عابدین، حاشیة رد المختار علی الدر المختار شرح تنویر الأبصار، ج4، ص482

19 الاشباہ والنظائر، ص179

20 تکملة حاشیة رد المحتار، ج2، ص240

21 ابن عابدین، حاشیة رد المختار علی الدر المختار شرح تنویر الأبصار، ج4، ص482

22 الشیخ نظام وجماعة من علماء الهند، الفتاوی الهندیة، العالمکیریة، بیروت، دار الفکر، 1991م، ص118

23 الاشباہ والنظائر، ص179

24 الشیخ نظام وجماعة من علماء الهند، الفتاوی الهندیة، العالمکیریة، ج2، ص118

25 تکملة حاشیة رد المحتار، ج2، ص241

26 الاشباہ والنظائر، ص179

27 ابن عابدین، حاشیة رد المختار علی الدر المختار شرح تنویر الأبصار، ج4، ص482

28 تکملة حاشیة رد المحتار، ج2، ص241

29 الاشباہ والنظائر، ص179

30 الحنفي، زین الدین ابن نجیم، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، ج3، ص119

31 الکاساني، علاء الدین، بدائع الصنائع في ترتیب الشرائع، ج7، ص193

32 ابن عابدین، حاشیة رد المختار علی الدر المختار شرح تنویر الأبصار، ج4، ص482

33 السعدي، أبو الحسن علي بن الحسین، النتف في الفتاوی، دار الفرقان / مؤسسة الرسالة، بیروت، ج2، ص739

34 الاشباہ والنظائر، ص179

35 الحنفي، زین الدین ابن نجیم، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، ج3، ص119

36 ابن عابدین، حاشیۃ رد المختار علی الدر المختار شرح تنویر الأبصار، ج4، ص482
37 علي حيدر، درر الحکام شرح مجلۃ الأحکام، مکتبہ الحبیبیہ، کوئٹہ، ج3، ص528
38 الاشباہ والنظائر، ص179
39 تکملۃ حاشیۃ رد المحتار، ج2، ص241
40 ابن عابدین، حاشیۃ رد المختار علی الدر المختار شرح تنویر الأبصار، ج4، ص482
41 علي حيدر، درر الحکام شرح مجلۃ الأحکام، ج4، ص85
42 الاشباہ والنظائر، ص179
43 ابن عابدین، حاشیۃ رد المختار علی الدر المختار شرح تنویر الأبصار، ج4، ص482
44 الاشباہ والنظائر، ص179
45 الحنفي، زین الدین ابن نجیم، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، ج3، ص119
46 تکملۃ حاشیۃ رد المحتار، ج2، ص241
47 ابن عابدین، حاشیۃ رد المختار علی الدر المختار شرح تنویر الأبصار، ج4، ص482
48 الاشباہ والنظائر، ص179
49 ابن عابدین، حاشیۃ رد المختار علی الدر المختار شرح تنویر الأبصار، ج4، ص482
50 المالكي، عبد اللہ محمد بن أحمد، شرح میارۃ الفاسي، دار الکتب العلمیۃ، ج2، ص42
51 العبدري، محمد بن یوسف، التاج والإکلیل لمختصر خلیل، دار الفکر، بیروت، ج4، ص511
52 الاشباہ والنظائر، ص179
53 ابن عابدین، حاشیۃ رد المختار علی الدر المختار شرح تنویر الأبصار، ج4، ص482
54 تکملۃ حاشیۃ رد المحتار، ج2، ص241
55 الاشباہ والنظائر، ص179
56 ابن عابدین، حاشیۃ رد المختار علی الدر المختار شرح تنویر الأبصار، ج4، ص482
57 علیش، محمد بن أحمد بن محمد، فتاوی ابن علیش، مکتبہ مستشفیع قاھرہ، ج3، ص252
58 المختار، محمد بن محمد، شرح زاد المستقنع، ج11، ص154

59 الاشباہ والنظائر، ص179

60 الحنفي، زين الدين ابن نجيم، البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ج3، ص119

61 ابن عابدين، حاشية رد المختار على الدر المختار شرح تنوير الأبصار، ج4، ص482

62 البخاري، محمود بن أحمد بن الصدر، المحيط البرهاني، ج3، ص157

63 تكملة حاشية رد المحتار، ج2، ص241

64 الاشباہ والنظائر، ص179

65 الشيخ نظام وجماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية، العالمكيرية، ج2، ص118

66 الاشباہ والنظائر، ص179

67 الكاساني، علاء الدين، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ج7، ص193

68 ابن عابدين، حاشية رد المختار على الدر المختار شرح تنوير الأبصار، ج4، ص482

69 السعدي، أبو الحسن علي بن الحسين، النتف في الفتاوى، دار الفرقان / مؤسسة الرسالة، بيروت، ج2، ص739

70 الاشباہ والنظائر، ص179

71 الشيخ نظام وجماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية، العالمكيرية، ج2، ص118

72 ایضاً

73 الاشباہ والنظائر، ص179

74 الشيخ نظام وجماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية، العالمكيرية، ج2، ص118

75 الاشباہ والنظائر، ص179

76 تكملة حاشية رد المحتار، ج2، ص240

77 ایضاً، ج2، ص241

78 ایضاً

79 الشيخ نظام وجماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية، العالمكيرية، ج2، ص118

80 الاشباہ والنظائر، ص179

81 الشيخ نظام وجماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية، العالمكيرية، ج2، ص118

82 الاشباہ والنظائر، ص179

83 الشیخ نظام وجماعة من علماء الھند، الفتاوی الھندیة، العالمکیریة، ج2، ص118

84 الاشباہ والنظائر، ص179

85 الشیخ نظام وجماعة من علماء الھند، الفتاوی الھندیة، العالمکیریة، ج2، ص118

86 الاشباہ والنظائر، ص179

87 الشیخ نظام وجماعة من علماء الھند، الفتاوی الھندیة، العالمکیریة، ج2، ص118

88 الاشباہ والنظائر، ص179

89 تکملة حاشیة رد المحتار، ج2، ص241

90 الشیخ نظام وجماعة من علماء الھند، الفتاوی الھندیة، العالمکیریة، ج2، ص118

91 التسولي، أبو الحسن علي بن عبد السلام، البھجة في شرح التحفة، دار الکتب العلمیة، لبنان / بیروت، ج1، ص340

92 الاشباہ والنظائر، ص179

93 الشیخ نظام وجماعة من علماء الھند، الفتاوی الھندیة، العالمکیریة، 2ج، ص118

94 الاشباہ والنظائر، ص179

95 الشیخ نظام وجماعة من علماء الھند، الفتاوی الھندیة، العالمکیریة، ج2، ص118